مرسلہ: انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ، (کویت)

فتنۂ پرویزیت....!

> اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا، علمائے حق نے فوراً ان کی سر کوبی کے لیے اپنا کردار ادا کیا

عالم اسلام مختلف ادوار میں گوناں گوں داخلی و خارجی فتنوں کا شکار رہا ہے۔ان فتنوں کے محرکین کا ہمیشہ ایک ہی ہدف رہا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار کر کے ان کی مرکزیت ختم کی جائے تاکہ ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے اور وہ ہمیشہ انتشار کا شکار رہیں۔ اس مقصد کے لئے کبھی جھوٹی نبوت، کبھی بنیاد پرستی، کبھی حقوق انسانی، کبھی عقلیت پرستی کے باطل دعوے سے دین حق کی حقانیت کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق اپنے مادی وسائل کی کثرت، ذرائع ابلاغ پر کنٹرول اور ارباب اختیار تک رسائی کی بدولت اپنی قوت اثر سے اس کردار کو ہمیشہ نشانہ بنایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام انفرادی اور اجتماعی طور پر مذہبی منافرت کا شکار ہیں اور مختلف گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور وہ باطل و الحادی قوتوں کے آگے بے بس ہیں۔

عالم اسلام کے ابتدائی دور میں منکرین حدیث کا فتنہ پہلی دفعہ ظہور پذیر ہوا جو اہل علم کی طویل جدوجہد سے کیفر کردار تک جا پہنچا۔ مستشرقین نے اسی رخ سے، اپنی نام نہاد ریسرچ کی آڑ میں اسلام پر وار کیا اور خارجی ذہن رکھنے والے کمزور ایمان کے حامل پڑھے لکھے افراد کو اس مشن پر لگا دیا کہ وہ مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے عقلیت کی آڑ میں ان کے عقائد و ایمان کو مشکوک بنا کر اسلام و ایمان سے منحرف کریں۔ اس مقصد کے لیے مستشرقین کے تعلیمی اداروں میں ریسرچ سینٹرز قائم کیے گئے جنہوں نے مشنری بنیادوں پر اسلام کے خلاف مختلف جہات سے کام کیا اور مختلف اسلامی ممالک میں دانش وروں اور مفکرین کے پر کشش ناموں سے اپنے ایجنٹ تیار کیے جنہوں نے اپنے آقاؤں کے مشن کی تکمیل کے لیے بھر پور انداز میں اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی ریسرچ کے نام سے تحریری اور تقریری کام کے حوالے سے عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور اپنی خود ساختہ جدت فکر کی آڑ میں دین اسلام کی نئی تشریح کی بنیاد رکھ دی، جو مسلم امہ کے متفقہ اور معروف و مروّج نظریات اور مسلمہ حقائق کے بالکل برعکس تھی اور جس میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کا انکار کر کے دین کی ان مسلمہ حدود کو مسمار کر دیا گیا جو دین اسلام کی پہچان تھیں اور جن پر قرون اولیٰ سے مسلم امہ کا متفقہ اجماع بطریق تواتر چلا آرہا تھا۔

بد قسمتی سے پاکستان میں انکار حدیث کے فتنۂ عظیم کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم

"پرویز" (۱) نے رکھی جس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام "بزم طلوع اسلام" رکھا۔ بظاہر یہ نام اقبال کی ایک نظم سے ماخوذ ہے، لیکن حقیقت میں اقبال کی شہرت و اثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کے ذہنوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک حیلہ تھا۔ اسی طرح ارباب اختیار اور بیورو کریسی تک اپنا اثرورسوخ پیدا کرنے کے لیے سیاق وسباق سے عاری "پرویز" کے نام "محمد علی جناح" کے ایک عمومی خط کی تشہیر کی گئی تاکہ تحریک پاکستان اور محمد علی جناح سے پرویز کا تعلق ثابت ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایوب خان کی حکومت کی سرپرستی میں "بزم طلوع اسلام" کی پرویزی تحریک ایک منظم شکل اختیار کر گئی۔ جس کے تحت پرویز نے اپنی متعدد تصانیف اور لیکچرز کے ذریعے دین اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا جس کا حقیقت اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ نقشہ باطل وگمراہ کن اور اسلام دشمن پرویزی نظریات پر مبنی تھا جن میں حجیت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کی گئی۔ صلوٰۃ، جن و ملائکہ، جنت و دوزخ، وجود آدم، اسراء و معراج، اطاعت رسول، معجزات رسول کے متعلق تمام متفقہ، معروف و مروج تصورات اور مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا گیا جو فی الحقیقت طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار تھا۔

پرویزی تحریروں میں احادیث کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور استہزا پر مبنی لب و لہجہ اختیار کیا گیا اور بڑی شدومد سے ان افکار و نظریات کی تشہیر کی گئی۔

دین حق کے خلاف اس ننگی جارحیت پر علمائے حق خاموش نہ رہ سکے، انہوں نے مختلف ذرائع سے پرویزی افکار کی تردید کی اور مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خبردار کیا۔ اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسنؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پرویزی افکار و نظریات پر مبنی استفتاء تیار کر کے تمام مکاتب فکر کے علماء نیز علماء عرب و عجم سے فتویٰ طلب کیا جس پر تمام حضرات نے متفقہ طور پر، پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا اور اس کی تفصیل "فتنۂ انکار حدیث" کے نام سے کتابی شکل میں عوام الناس کے استفادے کے لیے شائع کر دی گئی۔ اس طرح سے ایک کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی۔ (۲)

پرویز کی موت کے بعد یہ فتنہ کچھ عرصے تک بظاہر خوابیدہ رہا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ اندر ہی اندر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہا۔ آج کے دور میں جبکہ الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو سکیڑ کر رکھ دیا ہے اور طاغوتی طاقتوں نے حقوق انسانی، آزادیٔ تقریر و تحریر کے نام نہاد نعروں کے ساتھ عالم اسلام کے

---

(۱) نام ہی منحوس ہے۔ ایران کے ذلیل بادشاہ "پرویز" نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا اور توہین کی تھی۔ ہمارے ہاں جو لوگ آج اپنے بچوں کے نام "پرویز" رکھ رہے ہیں۔ وہ یہ سوچ لیں کہ روز محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہو سکیں گے؟۔ مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس ذلیل نام کو ترک کریں اور جن لوگوں کے نام "پرویز" ہیں وہ فوراً اپنا نام بدل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے کسی نام کو اختیار کرلیں۔ (مدیر) **(۲) حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔**

دینی معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں موجود منافقین کی کھلم کھلا سرپرستی شروع کر دی ہے، فتنہ پرویزیت پہلے سے زیادہ شدومد کے ساتھ فعال ہو کر ابھرا ہے اور نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پاکستانی مسلمانوں کے ایمان کو مسموم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ اس سلسلے میں اندرون ملک دور دراز اور بیرون ملک بڑے بڑے شہروں میں انکے سیکڑوں مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ جہاں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعے پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر کی جاتی ہے اور جدید الیکٹرانک میڈیا کی سہولیات سے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کیا جا رہا ہے اور انہیں پرویزی کیسٹیں، پمفلٹ، رسالے اور دیگر لٹریچر فری مہیا کیا جاتا ہے۔ مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہانہ رسالہ "طلوع اسلام" اور پرویزی لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے اور اس طرح سے وسیع پیمانے پر گمراہی و الحاد پھیلانے کی تحریک چلائی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں قومی و ثقافتی تہواروں کی آڑ میں مخلوط اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں جن میں نوجوان طلبا اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور سیاسی و سماجی شہرت کی سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات کو بطور مہمان خصوصی بلوا کر انکی سماجی، سیاسی اور سرکاری حیثیت سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان شخصیات سے پرویز اور بزم طلوع اسلام کی تعریف میں بیان دلوا کر اپنے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کے لیے راستہ ہموار کیا جاتا ہے۔ انہی اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر بھی کی جاتی ہے اور آخر میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ پرویزی اجتماعات مخلوط ہوتے ہیں اور ان میں تفننِ طبع کے لیے ہلکی پھلکی موسیقی کا اہتمام بھی ہوتا ہے کیونکہ موسیقی ان کے ہاں فطرت انسانی کی ضرورت کے بطور جائز بلکہ ضروری ہے۔

ملک اور ملک سے باہر پاکستانی اسکولوں میں پرویز لٹریچر وسیع پیمانے پر بھیجا جاتا ہے تاکہ نوخیز طلبا کے ذہنوں کو مسموم کیا جائے۔ طلبا تک رسائی کے لیے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیش کش بھی کی جاتی ہے۔ اس طریقے سے قادیانیوں کی طرح ایک پرویزی کلاس وجود میں لانے کا مشن پرویز تحریک کا مدعا و مقصود ہے۔

پرویزیوں کے ملکی اور غیر ملکی سطح پر وسیع نیٹ ورک، لٹریچر کی ترسیل و تقسیم، دفاتر و مراکز کا قیام، وسیع شعبۂ اشاعت، انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ ٹی وی کا استعمال، پر تکلف اجتماعات کی تکمیل کے لئے فنڈز

(حاشیہ گذشتہ صفحہ)

(۲) مفکر اسلام، جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تحریروں اور بے شمار تقاریر میں پرویزی تحریک کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کی اکثریت ایسی ہے کہ ان کے بانیوں نے قرآن اور حدیث کو ہی بنیاد بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے دجل اور تلبیس، ان تحریکوں کی بنیاد ہے۔ پرویزی تحریک کمیونسٹوں کا شعبۂ اسلامیات ہے۔ اسلام کا نام لے کر، قرآن کی دعوت کی آڑ میں مسلمانوں کو انکارِ سنت اور انکار حدیث جیسے کفریہ نظریات کا حامل بنانا پرویز کا نصب العین ہے"۔ (مدیر)

کہاں سے آتے ہیں؟ یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ لاہور میں جوہر ٹاؤن کے علاقے میں لب سڑک و نہر وسیع و عریض بیش قیمت قطعۂ اراضی کیسے حاصل کیا گیا؟ یہ بھی ابھی تک ایک راز ہے۔ ایسی تمام سرگرمیاں تحقیق کی متقاضی ہیں کہ وہ کیا عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لیے اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے اور اس کی پشت پناہی میں کون سی قوت کارفرما ہے؟ بظاہر دینی کام کی آڑ میں سیاسی شخصیات اور بیوروکریسی کو شریک کر کے کیا مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں؟ اور اس تحریک کے محرکین کے ملک سے باہر کہاں کہاں روابط ہیں؟ طلوع اسلام کی تحریک جو انڈین سول سروس کے ملازم غلام احمد پرویز نے "انکار حدیث" کے فلسفے پر اپنے گھر کے صحن سے شروع کی، اسے پاکستان میں کونسی طاقت کیونکر پھیلا رہی ہے؟ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے "بزم طلوع اسلام" کو نئے سرے سے اس وسیع پیمانے پر منظم کرنے میں کن لابیوں کا ہاتھ ہے؟

یہ تمام سوالات اہل حق کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ تحریک پرویزیت، قادیانیت کی طرح نظریہ پاکستان کی کھلی نفی ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک، قادیانیت کی طرح ملک و قوم کے لئے ایک چیلنج بن جائے گی، کیونکہ ان دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ اوّل الذکر کی بنیاد انکار ختم نبوت پر رکھی گئی ہے اور ثانی الذکر انکار حجیت حدیث و سنت پر مبنی ہے۔ یہ دونوں باطل نظریے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیت حقیقت میں قادیانیت کا دوسرا روپ ہے۔

اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں، کبھی بھی دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا، علمائے حق نے فوراً اس کی سرکوبی کے لیے اپنا کردار ادا کیا کیونکہ وہی وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دین کی حفاظت کے لئے جدوجہد ہمیشہ ان کا مطمح نظر رہا ہے۔ سنت صدیقی نے بھی یہی راستہ متعین کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے اوّلین فتنوں کا اسی طرح سے قلع قمع کیا گیا تھا۔

فتنہ پرویزیت کی سنگینی کے پیش نظر کویت میں شیخ الحدیث مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل) کے صاحبزادے اور انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے اپنی ذمہ داری کے پیش نظر "فتنۂ پرویزیت" کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن، اور اسلام دشمن تحریروں کا عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کی وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا جس پر علمائے کویت کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر "پرویز" اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

عامۃ المسلمین چونکہ وسیع پیمانے پر پرویزیت کا شکار ہو کر گمراہ ہو رہے ہیں، جس کی روک تھام علمائے حق کا فریضہ ہے ہمیں بھی چاہیئے کہ اس فتنہ کی سنگینی کا نوٹس لیں اور پاکستان میں اس گمراہی کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ضروری اقدام کریں۔